

موم کی ناک

جاپان میں نسان موڑ کی کمپنی تقریباً دیوالیہ ہونے کے قریب تھی۔ اسکے بورڈ سو بمحظ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں۔ دنیا کا ما یہ ناز موڑ ساز ادارہ آخری سسکیاں لے رہا تھا۔ اس مشکل مرحلے پر کارلوس گوسن (Car Los Ghosn) کو نسان کا سی ای اوقیانات کر دیا گیا۔ کارلوس گاڑیوں کے مختلف اداروں میں تاریخ ساز کارنا میں انجام دیتا رہا تھا۔ اسکے پاس برازیل اور لبنان کی شہریت بھی تھی۔ صرف نسان کمپنی ہی نہیں، مٹی بیشی اور فرانس کی رینالٹ گاڑیوں کے کارخانوں میں بھی کارلوس نے محیر العقول پالیسیاں دی تھیں۔ جنکی بدولت، کمپنیوں کو بے حد منافع ملا تھا۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں گوسن کی صلاحیت کے افراد نہ ہونے کے برابر تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں نسان کمپنی دوبارہ زندہ ہو گئی۔ منافع بڑھ گیا اور اسکی ساکھ بہتر ہونے لگ گئی۔ جاپان میں سے کاروبار اور تجارت کی بے حد اہمیت ہے۔ وہ ملک کھڑا ہی کاروباری سلسلوں پر ہے۔ دنیا کی پانچ اقتصادی طور پر بہترین معيشتوں میں سے ہونا، صرف اور صرف کارلوس گوسن جیسے نادر لوگوں کی وجہ سے ممکن ہوا۔ پورا جاپان دیکھ رہا تھا کہ اس مختی انسان نے کیسے ملکی ترقی کو مستحکم کیا اور ہزاروں لوگوں کو باعزت روز گار فراہم کیا۔ کارلوس نے اپنی ترقی کے عروج پر بیٹی کی شادی کی۔ تقریب کیلئے ملک میں ایک خوبصورت ترین جزریہ کا انتخاب کیا گیا۔ جزریہ کا نام کیرو لین تھا۔ پورے جزریہ میں آرٹ کے نادر نمونے رکھے گئے۔ مہمانوں کی تواضع کیلئے حد درجہ "مہنگے مشروبات" رکھے گئے۔ شادی میں پوری دنیا کے طاقتوں ترین لوگ شامل ہوئے۔ تقریب کی بازگشت دنیا کے تمام ملکوں میں سن گئی۔ شائد جاپان کا شاہی خاندان واحد رہ گیا جو اس سے بہتر شادی کی تقریب منعقد کر سکتا تھا۔ دولت، کار پوریٹ اقتدار اور وسائل گوسن کی چوکھت پر سجدہ ریز تھے۔ ملک کیا، دنیا میں نمایاں انسان، جاپان کی پہچان بن چکا تھا۔ مگر یہ سب کچھ چند ماہ پہلے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ تصویر کا دوسرا رخ دیکھنا بھی حدد رجے ضروری ہے۔ وقت کی سفا کی، اسکو بر باد کر کے رکھ گئی۔

پچھلے سال، جاپان کی انتظامیہ کو معلوم ہوا کہ گوسن، کمپنی کے متعلق درست معلومات فراہم نہیں کر رہا۔ اسکے دستخط سے جو پوریں، حکومتی اداروں کو موصول ہوئیں، اس میں کافی معلومات سبق رسیدہ تھیں۔ حکومت کو اندازہ ہوا کہ اداروں سے گوسن کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسکے بعد قیامت برپا ہو گئی۔ گوسن کو گرفتار کر لیا گیا۔ ابتدائی تفییش میں اداروں کے علم میں آگیا کہ الزامات کافی حد تک درست ہیں۔ گوسن کو جیل کے جس سیل میں رکھا گیا، اس میں بیڈیا چارپائی نہیں تھی۔ کمرے میں ایک گد امہیا کیا گیا۔ کھانے پینے کیلئے بھی وہی اشیاء موجود تھیں جو عام قیدیوں کو دی جاتی ہیں۔ کمرے کے کونے پر ادنی سائلو انکٹ تھا۔ گوسن کو کوئی اخبار یا کاغذ فراہم نہیں کیا گیا۔ جاپان میں زیر تفییش ملزمان کے وکیل کو مولک سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر عدالت وکیل کو اس کاروائی میں شامل ہونے کی اجازت دے تو بھی وہ تفییشی افسر کے سامنے، دوران تفییش بول نہیں سکتا۔ کمرے میں صرف ایک کرسی مہیا کی گئی تھی۔ خاندان کے ساتھ ملاقات کا تو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ گوسن کی بیٹی نے گلہ کیا کہ والد سے جیل میں ملاقات تک نہیں کر سکتی۔ اسے ٹیلیفون پر بات کرنے کی اجازت تک نہیں ہے۔ گوسن کے وکیل نے عدالت سے درخواست کی کہ اسکا مولک، بیمار ہے۔ لہذا اسے عام قیدیوں سے زیادہ سہولتیں

فراءہم کی جائیں۔ عدالت نے فیصلہ کیا کہ کسی بھی صورت میں گون کے حقوق، جاپان کے عام قیدی سے زیادہ نہیں ہیں۔ اسکے بعد، وکیل نے عدالت میں پیش کیا کہ گون کو جیل میں تکیہ فراءہم کیا جائے۔ یاد رہے کہ جاپانی جیل میں کسی قیدی کو تکیہ فراءہم نہیں کیا جاتا۔ عدالت نے گون کی صحت کے مدنظر ایک تکیہ فراءہم کرنے کا حکم دیدیا۔ گون نے ضمانت کیلئے درخواست دی۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ استغاثہ کے وکیل کی صرف ایک بات پر گون ضمانت پر جیل سے باہر نہ آسکا۔ پراسکیو ٹرنے صرف یہ کہا کہ گون ملک سے باہر جا سکتا ہے اور پھر اسکے واپس آنے کے امکانات بہت کم ہیں۔ گون نے جاپان کے بہترین وکیل حاصل کر رکھے تھے۔ مگر استغاثہ کے وکیل کے صرف ایک فقرے نے اچھے وکلاء کو چوت کر ڈالا۔ گون کو ضمانت نہ حاصل ہو سکی۔ جاپان کا مالیاتی طور پر کامیاب ترین شخص، بے ضابطی کی بدولت ہمیشہ کیلئے مر جھا گیا۔ ہر شخص کی زبان پر تھا، کہ گون نے قانون شکنی کیسے کی، کیونکر کی۔ آج بھی گون، جاپان کے عدالتی نظام کے شکنخ میں پھنسا ہوا ہے۔ اسکے تعلقات، دولت اور سماجی درجہ اسکے لیے کوئی رعایت حاصل نہیں کر سکے۔ حکومت کی نظر میں گون اور عام قیدی بالکل یکساں ہیں اور دونوں کے حقوق مکمل طور پر ایک جیسے ہیں۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ گون کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ خود گون نے بھی امتیازی سلوک کی شکایت نہیں کی۔

اسی تناظر میں، ہمارے ملک کے داخلی معاملات کو دیکھیے۔ ایک دم حیرت ہو گی کہ نظامِ عدل میں امیر اور غریب کے حقوق میں انتہائی نامناسب فرق ہے۔ دونوں کیلئے جیل اور مختلف سہولتیں مکمل طور پر مختلف ہیں۔ یہ فرق ہی دراصل نظامِ انصاف کی ناکامی کی دلیل ہے۔ غیر متعصب طریقے سے ہمارے مقدار طبقے کیلئے کورٹ، پچھری، وکیل، جیل میں سہولیات پر نظر ڈالیں۔ حیرانی نہیں، پریشان ہوتی ہے کہ امیر تو یہاں ہر سہولت خرید سکتا ہے۔ اسکے لیے تو جیل کی دیواریں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ تمام مصائب صرف غریب آدمی کیلئے ہیں۔ مثال سامنے رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ محترم شہباز شریف پر مالیاتی بدعنوی کے سنگین الزامات ہیں۔ تقریباً ایک ڈیڑھ برس کی بھر پر تفتیش کے بعد انہیں گرفتار کیا گیا ہے۔ ان الزامات میں انتظامی بے قاعدگیاں شامل نہیں ہیں۔ انہیں روز آف بنس توڑ کر چھپن کمپنیاں بنانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اسکا شہباز شریف کے پاس کسی قسم کا کوئی جواب نہیں ہے۔ جانے والے لوگ بتاتے ہیں، کہ انتظامی بے قاعدگیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ مگان نہیں کیا جا سکتا۔ مالیاتی کرپشن کے الزامات بھی بے حد دشوار اور رسوائیں ہیں۔ مگر خود اندازہ لگائیے کہ عملی طور پر محترم شہباز شریف، ایک بہترین سرکاری مہمان کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ جس دن انہیں گرفتار کیا گیا، اسی دن سے آج تک انہیں ہر وہ سہولت فراءہم کی گئی جو عام قیدی کو حاصل نہیں ہے۔ پہلے تین چار دن میں وکلاء کے علاوہ، انکا پورا خاندان، ان سے ملاقات کر چکا تھا۔ انہیں ہر طرح کی اعلیٰ طبی سہولتیں بھی دی گئیں۔ قومی اسمبلی کے ہر اجلاس کیلئے انکے پروڈکشن آرڈر جاری کیے گئے۔ خصوصی طیارے میں انہیں لا ہور سے اسلام آباد لیجایا جاتا رہا۔ نیب کی حراست کے دوران، جیل میں انہیں گرفتار کے کھانے مہیا ہوتے رہے۔ اڈیالہ جیل میں انہیں ٹی وی، اخبارات حتیٰ کہ ایک مشقتی کی سہولت بھی فراءہم کی گئی۔ آسائش کا یہ دور لگا تاریخی ہے۔ انہیں، قومی اسمبلی میں لیڈر آف اپوزیشن بھی مقرر کر دیا گیا۔ ساتھ ساتھ، منسٹر زانکلیو (Enclave) میں انہیں وفاقی وزیر کا سرکاری گھر بھی آلات کر دیا گیا۔ قومی اسمبلی جیسے محترم فورم پر شہباز شریف صرف اور صرف اپنی بے گناہی کے متعلق تقاریر کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ پہلک

اکاؤنٹس کمپنی کے چیئر مین کی تقریری بھی تمام اخلاقی ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر کی گئی۔ یہ جمہوری نظام کی یکسرنگی ہے اور دنیا میں اسکی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کیا یورپ اور امریکہ میں کوئی سینیٹر یا منتخب نمائندہ، جیل سے ایوان میں کوئی عہدہ حاصل کر سکتا ہے۔ کیا برطانیہ میں اپوزیشن لیڈر کو دورانِ حراست، کسی بھی کمپنی کا چیئر مین بنایا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ وہاں تو اگر کوئی نمائندہ ایسی حرکت کرے تو سب سے پہلے، اسے ایوان کی نشست سے ہاتھ دھونے پڑے گے۔ ویسے جوازمات "آل شریف" پر ہیں، وہ اتنے غیر معمولی ہیں کہ اس درجہ کرپشن کی مثال کم از کم اس پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ یہ صرف ہمارے ملک کی ادنیٰ جمہوری نظام میں ہی ممکن ہے کہ ملزم کو فقیدِ المثال سہولیات اور اختیارات دیے گئے ہیں۔

محترم نواز شریف بھی احتساب کے متعلق صرف ایک ہی بات کرتے ہیں کہ یہ یک طرفہ اور غلط ہے۔ نہیں بتاتے کہ انہوں نے اس قدر زیادہ دولت کیسے حاصل کر لی۔ دنیا میں وہ ہر ایک ادارہ پر، منفی الزامات لگاتے ہیں۔ مگر یہ نہیں بتاتے کہ انہوں نے دو اقتدار میں کاروبار کو اس قدر وسعت کیسے دی۔ سیاست میں شرافت کا دعویٰ درست مان بھی لیا جائے تو جمہور کو اپنی کوتا ہیاں اور کرپشن چھپانے کی اجازت کس معاشرے میں ہے۔ زرداری صاحب کے متعلق بات کرنا ہی وقت ضائع کرنے کے برابر ہے۔ انہوں نے صوبائی حکومت کو اپنے غیر قانونی معاملات کے متعلق قانونی ڈھال بنانے کی کوشش کی ہے۔ کراچی کے ایک صدی سے زیادہ مستند ترین جائیداد کے نقشوں کو تبدیل کیا ہے۔ جے آئی ٹی کی روپڑ، ایک کاغذ کا ٹکڑا نہیں، یہ ہمارے قوم کیلئے مریشہ ہے۔ مگر وہ بھی بیانگ دہل فرمائے ہیں کہ انہیں انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اگر گرفتار بھی ہو گئے تو انہیں چند دن کے بعد، فائیو شارہ ہوٹل کی مراعات حاصل ہو جائیں گیں۔ ہمارے بچوں کا مستقبل فروخت کرنے کے بعد، فائدے دینے پوچھتے ہیں کہ انہوں نے کیا غلط کام کیا ہے۔ ہمارے خواب بیچنے کے بعد یہ چند خاندان کہتے ہیں کہ انکے خلاف انتقامی کارروائی ہو رہی ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی، اپنی دولت کا جائز ذریعہ نہیں بتاتے۔ دراصل ہمارا نظام قانون اس قدر ناقص ہے کہ دولت مندوگ اسے موم کی ناک بنائے چکے ہیں۔ یہ لوگ جو چاہتے ہیں، وہی ہوتا ہے۔ یہاں بے لارگ احتساب کرنے کی ہمت اور جرات از حد دشوار ہے۔ یہ طبقہ اپنی کرپشن کی وجہ سے ملک کو فروخت کر چکے ہیں۔ مگر قانون کی نظر میں یہ آج بھی لاڈ لے ہیں۔ شائد جاپان کے گوسن کو بھی پاکستان منتقل ہو جانا چاہیے۔ کم از کم، آرام اور آسائش میں تور ہیگا؟

راو منظر حیات